کیا تمام مذاہب ایک جیسے ہیں؟

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ''تمام مذاہب ایک ہی سبق دیتے ہیں۔'' بظاہر یہ بیان قائل کرنے والا بلکہ تسلی بخش معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب لوگ یہ کہتے ہیں تو ان کا اصل مطلب کیا ہوتا ہے؟ اگر ان سے تفصیل پوچھی جائے تو زیادہ تر لوگ آفاقی اقدار کی طرف اشارہ کریں گے: جیسے دیانت داری، انصاف، رواداری، ہمدردی اور احترام۔ کوئی بھی مذہب اپنے پیروکاروں کو جھوٹ بولنے، دھوکہ دینے یا ناانصافی کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

یہ مشاہدہ ایک اہم سوال اٹھاتا ہے: آخر کیا وجہ ہے کہ اپنے اختلافات کے باوجود، تمام مذاہب ان اخلاقی بنیادوں پر متفق ہیں؟

ضمیر کی بنیادوں سے پھوٹتے اصول

اس کا جواب مذہبی لیبل سے زیادہ گہری چیز میں پوشیدہ ہے: اور وہ ہے انسانی ضمیر۔

اب ایک لمحے کے لیے ایسے مذہب کا تصور کریں جو بے ایمانی یا ناانصافی کی تائید کرتا ہو۔ فرض کریں وہ ایسے لوگوں کی تعریف کرتا ہو جو اپنے فائدے کے لیے ترازو میں ڈنڈی مارتے ہیں اور دوسروں کا حق مارتے ہیں۔ کیا ایسا مذہب کبھی انسانی دل کو قبول ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب 'نہیں' ہے۔ لوگ اسے فطری طور پر مسترد کر دیں گے، کیونکہ یہ ان کے صحیح اور غلط کے فطری احساس سے ٹکرائے گا۔

دوسرے لفظوں میں، **اگر کوئی مذہب ان آفاقی اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کرے، تو وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ وہ انسانی ضمیر کی آواز کے بالکل برعکس کھڑا ہوگا۔**

معاشرہ اور ظاہری آداب

تاہم، آفاقی اخلاقی اصولوں اور ثقافتی روایات کے درمیان فرق کرنا انتہائی ضروری ہے۔ معاشرے آداب طے کر سکتے ہیں—جیسے کب مصافحہ کرنا ہے، سلام کیسے کرنا ہے، یا ''شکریہ'' اور ''معذرت'' کب کہنا ہے۔ یہ سماجی رواج ہیں، ابدی سچائیاں نہیں۔

مثال کے طور پر، کسی ثقافت میں کھانے کے بعد ''شکریہ'' کہنا ضروری سمجھا جا سکتا ہے، جبکہ دوسری ثقافت میں خاموشی کو احترام کی علامت سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن کوئی بھی ثقافت یہ طے نہیں کر سکتی کہ خود شکر گزاری کا جذبہ اچھا ہے یا برا۔ شکر گزاری کا احساس ضمیر میں پیوست ہوتا ہے۔ اظہار کے طریقے مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن اصول ایک ہی رہتا ہے۔

روزمرہ کی مثالیں

- **تجارت میں انصاف:** چاہے قاہرہ کا بازار ہو، دہلی کا یا نیویارک کا، لوگ لین دین میں ایمانداری کو سراہتے ہیں۔ جو دکاندار اپنے گاہکوں کو دھوکہ دیتا ہے اسے برا سمجھا جاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کا تعلق کس مذہب سے ہے۔
- **گواہی میں سچائی:** عدالت میں جھوٹ بولنے والے گواہ کی ہر جگہ مذمت کی جاتی ہے۔ قانون کا پورا تانا بانا ہی سچائی پر قائم ہے۔
- **رشتوں میں ہمدردی:** والدین کی دیکھ بھال، غریبوں کی مدد، یا اجنبیوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا—یہ وہ اقدار ہیں جنہیں ہر تہذیب تسلیم کرتی ہے۔

یہ مثالیں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ جو چیز مذہب کو قابل اعتبار بناتی ہے، وہ دراصل اس کا انسانی ضمیر کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ہے۔ **اگر مذہب ان اصولوں کے برعکس ہوتا، تو وہ انسانوں کے لیے قابل قبول نہ رہتا۔**

حاصلِ کلام

تو، کیا تمام مذاہب ایک جیسے ہیں؟ اپنی ظاہری شکل اور رسومات میں، نہیں۔ وہ اپنے عمل، طریقہ عبادت اور دنیا کو دیکھنے کے انداز میں بہت مختلف ہیں۔ تاہم، سچائی، انصاف اور رواداری جیسے، ضمیر پر مبنی اصولوں کی توثیق کرنے میں، وہ سب ایک نقطے پر آ ملتے ہیں۔ یہ اصول معاشرے یا صرف مذہب نے نہیں بنائے؛ بلکہ یہ خالق نے خود انسانی دل میں ودیعت کیے ہیں۔

معاشرے جس چیز کو تشکیل دیتے ہیں وہ ''آداب'' ہیں۔ ضمیر جس چیز کی حفاظت کرتا ہے وہ ''اصول'' ہیں۔ اگر کسی مذہب کو تسلیم کیا جانا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے، تو ضروری ہے کہ وہ ضمیر کی اس عالمگیر آواز کے مطابق ہو، نہ کہ اس کے خلاف ہو۔